Regd. L. No: 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷

روزنامہ

الفضل

لاہور

تار کا پتہ:- الفضل لاہور

فی پرچہ ۱؁

یوم:- اتوار

۶ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۹ ہجرت ۱۳۳۳ ہش / ۹ مئی ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۰۷

پاکستان کی تجویز پر عرب ملکوں کی کانفرنس اگلے ماہ منعقد ہوگی

قاہرہ ۸ مئی۔ فلسطین کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے عرب ملکوں کی ایک کانفرنس اگلے مہینے بیت المقدس میں منعقد کی جا رہی ہے۔ یہ کانفرنس پاکستان کے ایما پر طلب کی گئی ہے۔ ادھر آج قاہرہ میں عرب ملکوں کے چیفس آف سٹاف کی کانفرنس شروع ہوئی کانفرنس کی صدارت مصر کے چیف آف سٹاف جنرل محمد ابراہیم نے کی جو عرب ملکوں کے فوجی اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل بھی ہیں۔ اس کانفرنس میں عرب ملکوں کے مجوزہ دفاعی سمجھوتہ پر عملدرآمد کرنے کے بارہ میں غور کیا گیا۔ یہودیوں کے حملہ کی صورت میں باہمی رابطہ قائم رکھنے کے بارہ میں بھی غور کیا جائے گا۔

★ قاہرہ ۸ مئی۔ قاہرہ ریڈیو نے خبر دی ہے کہ مراکش کے ریذیڈنٹ جنرل ملک کے پانچ سو سیاسی قیدیوں کو رہا کر رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ربوہ ۸ مئی۔ الحمد للہ۔ حضور کی طبیعت کل دن بھر اچھی رہی۔ اور ٹمپریچر بھی نہیں ہوا۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحتیابی کے لئے برابر دعائیں کرتے رہیں۔

سندھ کابینہ کے تین مخالف ممبروں کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر استعفیٰ پیش کرنے کا نوٹس

اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو انہیں از خود وزارت سے علیحدہ کر دیا جائیگا

کراچی ۸ مئی۔ وزیراعلیٰ سندھ پیرزادہ عبدالستار نے کابینہ کے تین مخالف ممبروں، قاضی محمد اکبر، پیر علی محمد راشدی اور مسٹر جی۔ ایس کیھر کو مراسلہ بھیجا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اپنا استعفیٰ پیش کر دیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ تو انہیں از خود وزارت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔

یہ نوٹس دینے سے پہلے پیرزادہ عبدالستار نے وزیراعظم محمد علی سے ملاقات کی۔ نامزد گورنر سندھ مسٹر حبیب ابراہیم رحمۃ اللہ سے بھی ملے۔ تینوں مخالف وزیروں نے بھی مسٹر حبیب ابراہیم رحمۃ اللہ سے ملاقات کی۔ مسٹر محمد ایوب کھوڑو مخالف گروہ کی طرف سے وزیراعظم مسٹر محمد علی سے ملے۔

مسئلہ کشمیر کے متعلق پاکستان اور ہندوستان کی بات چیت میں

تعطل پیدا ہو گیا

کراچی ۸ مئی۔ وزیراعظم مسٹر محمد علی نے آج پارلیمنٹ میں کہا کہ کشمیر کے تصفیہ کے بارہ میں ہندوستان اور پاکستان کی بات چیت میں کامل تعطل پیدا ہو گیا ہے۔ اس امر کا انکشاف وزیراعظم نے مسٹر نور احمد کے ایک سوال کے جواب میں کیا۔ مسٹر نور احمد نے سوال کیا تھا۔ کہ آیا کولمبو کانفرنس میں دوسری باتوں کے علاوہ مسئلہ کشمیر کے بارہ میں بھی کوئی بات چیت کی گئی یا نہیں۔ مسٹر محمد علی نے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے شروع اجلاس میں ہی کہہ دیا تھا کہ جب تک کشمیر کے جھگڑے کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ دوسرے ممالک میں امن قائم کرنے کے متعلق بات چیت کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔ آپ نے کہا کہ چونکہ بعض وزرائے اعظم نے کشمیر کے مسئلہ پر بحث کرنے سے اتفاق نہیں کیا۔ اس لئے اس مسئلہ کے متعلق کانفرنس میں کوئی بات چیت نہیں ہو سکی۔ مسٹر نور احمد نے یہ سوال بھی پوچھا کہ کانفرنس نے دنیا میں امن اور دوستی قائم کرنے میں کیا مدد کی ہے مسٹر محمد علی نے اسکے جواب میں بتایا کہ ہند چینی میں امن قائم کرنے کے متعلق قرارداد منظور کی گئی۔ اسی طرح مراکش اور تیونس کو آزادی دینے اور مہاجرین فلسطین کے مسئلہ کو طے کرنے کے لئے کانفرنس میں قراردادیں منظور کی گئیں۔

جاپان کی دفاعی فوجوں میں توسیع

ٹوکیو ۸ مئی۔ جاپانی ایوان نمائندگان نے ایک بل منظور کیا ہے۔ جس کی رو سے جاپان کی دفاعی فوجوں میں توسیع کی جائے گی۔

گورنر جنرل کو ریٹائر ہونے پر پنشن ملیگی

کراچی ۸ مئی۔ آج پارلیمنٹ نے یہ قانون منظور کر لیا کہ اس شخص کو جو کم از کم دو سال تک پاکستان کا گورنر جنرل رہا ہو۔ اور اسے بدعنوانیوں یا اپنے عہدہ کا بیجا استعمال کرنے کی وجہ سے اس عہدہ سے نہ ہٹایا گیا ہو۔ دو ہزار روپے ماہوار پنشن دی جائے۔ اس تجویز کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص اس اعلیٰ ترین عہدہ پر فائز رہ چکا ہو۔ اسکو مالی مشکلات سے محفوظ رکھا جائے تاکہ وہ اپنے شایان شان زندگی گذار سکے۔ حزب اختلاف کے لیڈر مسٹر سرس چندر چٹو پادھیائے نے اس قانون کی مخالفت کی۔ اور کہا اس شخص کو جو ملکہ کی نمائندگی کر رہا ہو پنشن نہیں ملنی چاہیئے۔ وزیر قانون مسٹر ٹلے کے بروہی اور سید خلیل الرحمن نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ گورنر جنرل کے تقرر سے پہلے ملکہ سے جو مشورہ کیا جاتا ہے۔ وہ محض رسمی ہوتی ہے۔ کیونکہ گورنر جنرل کو ہمیشہ کابینہ کے مشورہ سے مقرر کیا جاتا ہے۔

★ جنیوا ۸ مئی۔ ہند چینی میں امن قائم کرنے کے متعلق آج جنیوا میں کانفرنس شروع ہو رہی ہے۔

اغواشدگان کی بازیابی کے متعلق کانفرنس ختم ہو گئی

نئی دہلی ۸ مئی۔ اغواشدہ لوگوں کی بازیابی کے متعلق نئی دہلی میں جو کانفرنس ہو رہی تھی ختم ہو گئی آج کانفرنس میں دونوں ملکوں کے نمائندوں نے ایک مشترکہ اعلان جاری کیا۔ جس میں بتایا گیا کہ مغویہ عورتوں کی بازیابی کے کام کو جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے جو تجاویز زیر غور تھیں۔ دونوں ملکوں کے نمائندوں میں ان پر پورے طور پر اتفاق ہو گیا ہے۔ آج صبح کانفرنس میں سمجھوتہ کا مسودہ منظور کیا گیا۔ جس پر دونوں حکومتوں کی منظوری کے بعد عمل شروع ہوگا۔

بلوچستان میں حفظان صحت کیلئے گیارہ لاکھ روپیہ

کوئٹہ ۸ مئی۔ بلوچستان میں موجودہ مالی سال میں حفظان صحت کے لئے گیارہ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا اس روپیہ سے زچہ و بچہ کی صحت کے دس مرکز قائم کئے جائیں گے۔ مختلف میڈیکل سکولوں میں توسیع کی جائے گی۔ اور ملیریا کے انسداد کے لئے کارروائیاں کی جائیں گی۔

ایک اور فرانسیسی چوکی پر ویٹ منہ کا قبضہ

سائیگان ۸ مئی۔ آج ویٹ منہ فوجوں نے ڈین بین فو سے اکیس میل جنوب میں فرانسیسی فوجوں کی ایک اور اہم چوکی پر قبضہ کر لیا۔ فرانسیسی یونین کی دو ہزار فوجوں نے ویٹ منہ کی فوجوں کو الگ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کا صفایا کر دیا گیا۔

اسرائیل کے خلاف اردن کی شکایت

عمان ۸ مئی۔ آج اردن نے عارضی صلح کے مشترکہ کمیشن کے سامنے یہ شکایت پیش کی۔ کہ اسرائیل کے ہوائی جہازوں نے اردن کے علاقہ پر ناجائز پرواز کی۔

چین کی طرف سے اقوام متحدہ میں شمولیت کا مطالبہ

پیکنگ ۸ مئی۔ چین کی عوامی جمہوریہ نے یہ مطالبہ پھر دہرایا ہے کہ اسے اقوام متحدہ میں شامل کیا جائے۔ مطالبہ میں کہا گیا ہے کہ چین اقوام متحدہ کو وجود میں لانے کے لئے برابر کا شریک رہا ہے۔ اور اس کے منشور پر جن لوگوں نے دستخط کئے ہیں۔ ان میں چینی کمیونسٹوں کا ایک نمائندہ بھی شامل تھا۔

روسی افسروں کو برطانیہ سے نکال لیا جائے

برطانیہ کا روس سے مطالبہ

لندن ۸ مئی۔ برطانوی وزارت خارجہ نے روس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ لندن میں روسی سفارتخانہ کے دو افسروں کو دس دن کے اندر اندر برطانیہ سے نکال لے۔ کیونکہ انہوں نے ملک میں جاسوسوں کی سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔ یہ دو افسر روسی سفارت خانہ میں اسسٹنٹ کرنل اتاشی ہیں۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتصار پریس لاہور میں طبع کرا کر نمبر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کلام النبی صلے اللہ علیہ وسلم

روزہ کے برابر اور کوئی نیکی نہیں

عن ابی امامۃ قال قلت یا رسول اللہ مرنی بامر ینفعنی اللہ تعالیٰ بہ فقال علیک بالصوم فانہ لا عدل لہ
(سنن نسائی)

ترجمہ: ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے کسی ایسی بات کا حکم فرمائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہونچائے۔ آپ نے فرمایا روزہ رکھا کرو۔ کیونکہ اس کے برابر اور کوئی نیکی نہیں۔

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات

مندرجہ ذیل عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات کی منظوری تا اپریل ۱۹۵۳ء دی جاتی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

ترکھا
میاں خان صاحب — پریذیڈنٹ
سردار احمد صاحب خادم — سیکرٹری مال

ڈنگہ
میاں احمد دین صاحب — پریذیڈنٹ و سکرٹری مال
چوہدری محمد اکبر صاحب — سکرٹری تبلیغ
" نور ماہی صاحب — " وصایا
میاں غلام محمد صاحب — امام الصلوٰۃ

سرائے عالمگیر
چوہدری دیوان علی صاحب — پریذیڈنٹ
قریشی عبدالرحمٰن صاحب ظفر ٹیچر — سکرٹری مال
میاں عبدالصادق صاحب دوکاندار — " تبلیغ
میر عبداللہ صاحب — " ضیافت

عالم گڑھ
سخی محمد صاحب — پریذیڈنٹ و سکرٹری امور عامہ
رحمت خان صاحب — سیکرٹری مال
مولوی غلام محمد صاحب — " تبلیغ
کرم علی صاحب — امام الصلوٰۃ

کھوکھر غربی
ملک سلطان علی صاحب — پریذیڈنٹ
ملک میاں خان صاحب — سکرٹری مال

کنگ چنن (دو سرائے)
چوہدری اکبر علی صاحب — پریذیڈنٹ
مولوی جلال الدین صاحب — سکرٹری مال
چوہدری رحمت اللہ صاحب — امین

کنجاہ / کنکرالی
منشی احمد الدین صاحب — پریذیڈنٹ
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ظفر — وائس "
ماسٹر غلام احمد صاحب — سکرٹری مال و تعلیم و تربیت
ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ظفر — آڈیٹر محاسب
چوہدری محمد الدین صاحب — سکرٹری تبلیغ

گجرات شہر
چوہدری محمد اسلم صاحب — سکرٹری تبلیغ
ڈاکٹر اعظم علی خان صاحب — " تعلیم و تربیت
منشی عبدالعزیز صاحب — " امور عامہ
بابو محمد حسین صاحب اپیل — " مال
ملک عطاء اللہ صاحب — " وصایا
بابو محمد یوسف صاحب — " ضیافت و امین
منشی ابراہیم صاحب ڈار — محاسب

لنگے
چوہدری نیر احمد صاحب رئیس — پریذیڈنٹ
" غلام محمد صاحب مانگٹ رئیس — "
مرزا شہاب الدین صاحب ٹھیکیدار — جنرل سکرٹری و سکرٹری مال
چوہدری کرم داد صاحب خزانچی — سکرٹری تبلیغ
" غلام محمد صاحب — سکرٹری امور عامہ
" غلام حیدر صاحب — " وصایا
ماسٹر حسن محمد صاحب درزی — " تعلیم و تربیت
" خوشی محمد صاحب درزی — امام الصلوٰۃ

مرالہ
چوہدری شاہ محمد صاحب — پریذیڈنٹ
" علی محمد صاحب — سکرٹری تبلیغ و مال
میاں رحیم بخش صاحب — " تعلیم و تربیت
چوہدری علی محمد صاحب — جنرل سکرٹری
" صالح محمد صاحب — وائس پریذیڈنٹ
مستری محمد حسین صاحب — نائب سکرٹری تبلیغ

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کے حصے خریدیں

اسلامی لٹریچر کی اشاعت

احباب کو معلوم ہے کہ سلسلہ کی طرف سے ایک کمپنی "الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ" کے نام سے جاری کی گئی ہے۔ جس کا پروگرام اسلامی لٹریچر کی اشاعت ہے۔ کمپنی کو کام شروع کرنے کی اجازت مل چکی ہے اور اب اشاعت کتب کا پروگرام تیار ہو رہا ہے۔ کمپنی اپنا ایک پریس بھی قائم کر رہی ہے۔ جس کے ابتدائی انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔

احباب کمپنی کے حصص خرید کر اس کام میں تعاون فرمائیں۔ نیز جن دوستوں نے اس کے حصص خریدے ہوئے ہیں۔ اور ان کی قیمت فی حصہ دو روپے کے حساب سے ادا کی ہوئی ہے۔ وہ پہلی قسط کی بقایا رقم ۳ روپے فی حصہ جلد ادا کریں۔ تاکہ الاٹمنٹ سرٹیفکیٹ جاری کئے جاسکیں۔ جو عنقریب جاری ہونے والے ہیں۔

جلال الدین شمس چیئرمین

اجلاس بزم حسن بیان لاہور

بزم حسن بیان کے ممبران کا اجلاس مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۵۲ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب فضل عمر لائبریری جودھا مل بلڈنگ میں شاہد محمد اشرف صاحب ناصر کی زیر صدارت منعقد ہوگا۔ ممبران کی افطاری کا انتظام کیا جائے گا۔ نئے احباب ۸ روپے فیس ماہانہ ادا کرکے شامل اجلاس ہوسکیں گے۔ اس اجلاس میں پاکستان کے استحکام میں ہمارا حصہ کے موضوع پر مختلف ممبران اظہار خیال فرمائیں گے۔

محمد برکت اللہ جنرل سکرٹری بزم حسن بیان

منڈی بہاؤالدین
ملک فتح محمد صاحب — سکرٹری تعلیم و تربیت
ملک مولا بخش صاحب — " امور عامہ و تبلیغ

ایڈیشنل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۹ ہجرت ۱۹۵۴ء

وماعلینا الاالبلاغ

جماعت اسلامی کے موجودہ امیر مولانا امین احسن اصلاحی آجکل ملک کے طول و عرض میں انتشار کا جو بیج بکھیر رہے ہیں۔ وہ ان کی تقریروں سے واضح ہو جاتا ہے۔ جو انہوں نے چند دنوں سے مختلف مقامات پر فرمائی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی تقاریر کے خلاصہ کا ایک حصہ جو انہوں نے لاہور اور سرگودھا میں فرمائیں۔ اور جو روزنامہ تسنیم کی اشاعت ۸ مئی ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا ہے ذیل میں بجنسہٖ درج کرتے ہیں۔

" قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قوم کے مطالبہ کو موجود قیادت نے اب تک بہت بری طرح نظر انداز کیا ہے اس کے لئے ہمارے ملک بالخصوص پنجاب کی ایک مسجد سے آواز بلند ہوئی۔ بستی بستی۔ قریہ قریہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں اس مطالبہ کو دہرایا گیا۔ لیکن اس کا جواب لاٹھیوں۔ گولیوں اور مارشل لاء کے نفاذ سے دیا گیا۔ یہ مسئلہ مسلمان قوم کے ایمان کا مسئلہ ہے۔ اسلامی معاشرے کو انتشار سے محفوظ رکھنے اور ملک کی آئیڈیالوجی کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ ہمارے کراچی والے بزرگوں نے شتر مرغ کی طرح زمین میں سر دے دینے کے بعد یہ سمجھ لیا ہے کہ طوفان گزر گیا۔ حالانکہ یہ مطالبہ آج بھی موجود ہے۔ ہم اس مطالبہ کو آئینی جدوجہد کے ذریعہ منوانے اور رائے عامہ کو اس کے لئے ہموار کرنے کی ہر وہ کوشش عمل میں لائیں گے جو اخلاق و شرافت کی حدود کی پابند ہوگی۔ لائل پور کے جلسہ عام میں مولانا سے سوال کیا گیا کہ آپ ان کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کریں گے۔

مولانا نے جواب میں فرمایا۔

کاش کہ یہ سوال آج سے بہت پہلے کیا جاتا۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے اب بھی قوم کو ہوش آیا ہے۔ ہم رائے عامہ اور بالخصوص پڑھے لکھے طبقہ کو اس فتنہ کی اہمیت سے آگاہ کرنا بہت ضروری سمجھتے ہیں نہ صرف اس ملک میں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے سامنے ہم اس کی وضاحت کریں گے ہماری یہ مہم جاری ہے۔ بنگلہ۔ انگریزی اور اردو میں مولانا مودودی کا پمفلٹ " قادیانی مسئلہ " شائع ہو کر ملک کے کونے کونے میں تقسیم ہو رہا ہے۔ عربی ترجمہ عرب ممالک کے اخبارات میں شائع ہو رہا ہے۔ اور اس کے اثرات بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ جب اندرون ملک اور بیرون ملک کا ہر باشعور مسلمان اس کی اہمیت سے پوری طرح واقف ہو جائے گا۔ اور یہ بہت جلد ہوگا۔ تو حکومت کو اس مطالبے کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گی۔ اور چونکہ مسئلہ بھی دستور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے یہ دستوریہ مجبور ہوگی کہ وہ آئندہ دستور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیتوں میں شمار کرے۔"

(روزنامہ تسنیم ۸ مئی ۱۹۵۴ء)

اس کو پڑھ کر ہر ایک کو یہ اندازہ لگانا آسان ہوگا۔ کہ مولانا کو احمدیت کے خلاف اتنا ہی بلکہ کچھ زیادہ ہی عناد ہے۔ جتنا کہ سید ابوالاعلیٰ مودودی کو ہے۔ آپ بھی جوش میں آکر تقریباً اسی قسم کی تضاد بیانی فرما جاتے ہیں جس طرح کی تضاد بیانی مودودی صاحب جوش عناد میں فرما جاتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ نہ آج تک سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو اس کا کچھ احساس ہوا ہے۔ اور نہ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کو۔ اسکا خلاصہ کو دیکھئے آپ ایک طرف تو یہ فرماتے ہیں کہ

ہمارے ملک بالخصوص پنجاب کی ایک ایک مسجد سے آواز بلند ہوئی۔ بستی بستی۔ قریہ قریہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں اس مطالبہ کو دہرایا گیا۔

تو دوسری طرف اسی سانس میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

" کاش کہ یہ سوال آج سے بہت پہلے کیا جاتا بہر حال اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اب بھی قوم کو ہوش آیا ہے۔ ہم رائے عامہ اور بالخصوص پڑھے لکھے طبقہ کو اس فتنہ کی اہمیت سے آگاہ کرنا بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ نہ صرف اس ملک میں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے سامنے "

یعنے جس مطالبہ سے ملک کی بستی بستی قریہ قریہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ گونج اٹھا۔ ابھی تک اس ملک کی رائے عامہ اس مطالبے سے آگاہ ہی نہیں ہوئی۔ بالخصوص پڑھا لکھا طبقہ تو اتنا بے حس واقع ہوا ہے کہ مولانا کو تمام ملک میں تقریریں کرنے کی زحمت اٹھانا پڑ رہی ہے:

جس طرح یہ مطالبہ ملک کی بستی بستی قریہ قریہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ اور ملک کی ایک ایک مسجد سے گونجا تھا۔ اور اس میں جو پارٹ اسلامی جماعت اور اس کے امیر سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ادا کیا تھا۔ اور جو اس کا نتیجہ نکلا وہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ سے واضح ہو جاتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا اصلاحی کا بھی سید ابوالاعلیٰ مودودی کی طرح ابھی دل نہیں بھرا۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ آئندہ کچھ اس سے بھی زیادہ ہی ہو تو تب کہیں جا کر دل کی تسکین ہو تو ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

" آپ دیکھیں گے کہ جب اندرون ملک اور بیرون ملک کا باشعور مسلمان اس کی اہمیت سے پوری طرح واقف ہو جائیگا اور یہ بہت جلد ہوگا۔ تو حکمران ٹولی اس مطالبہ کے آگے گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور ہو جائے گی "

گویا پہلے جہاں یہ مطالبہ بستی بستی قریہ قریہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں دہرایا گیا۔ اور جس کی آواز ملک کی ایک ایک مسجد سے بلند ہوئی۔ نہ تو وہ اندرون ملک تھا۔ اور نہ بیرون ملک۔ جب آپ کی تقریروں سے ایسا ہو جائے گا تو حکومت سے زبردستی مطالبات منوالئے جائیں گے۔

ہم مولانا کی خدمت میں ایک سیدھی سادھی گزارش کرتے ہیں کہ یہ جو تحقیقاتی عدالت کے فاضل جج تھے کیا ان کے سامنے آپ کی شہادت کے علاوہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے ایک چھوڑ تین تین بیانات نہیں ہوئے۔ پھر کیا تقریباً ان تمام علمائے عظام کے بیانات نہیں ہوئے۔ جنہوں نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات پر مشترکہ ترمیمات کی تھیں۔ اور جن کی راہ نمائی کا فخر سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ہی کو حاصل تھا۔ کیا آپ نے ان فاضل ججوں کی رپورٹ کا وہ حصہ مطالعہ فرمایا ہے۔ جس میں انہوں نے یہ قرار دیا ہے کہ ان کے سامنے جتنے علماء نے بیانات دیئے ہیں۔ ان میں سے دو بھی ایسے نہیں جو " مسلم " کی تعریف میں متفق ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جب " مسلم " کی تعریف ہی عدالت کے فیصلہ کے مطابق تمام علماء متعین نہیں کر سکے تو دوسروں کو کافر یا مرتد قرار دے کر انہیں اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سوائے اسکے اور کیا معنے رکھتا ہے کہ عوام کے مذہبی جذبات بھڑکا کر ملک میں فتنہ و فساد کی تخم ریزی کی جائے

دوسری بات جو ہم آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کو اپنی معقولیت اور حق پرستی کا بڑا دعوےٰ ہے اور آپ ہر جگہ اس کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔ لیکن آپ کی معقولیت اور حق پرستی کی آخری تان ہمیشہ عوام کے زور پر ہی جا کر ٹوٹتی ہے۔ حالانکہ حق کے پاس معقولیت اور حق پرستی ہوتی ہے۔ وہ عوام یا لکھوں پڑھوں کی آگاہی کا بھی سہارا نہیں ڈھونڈھتے اور نہ حکومتوں سے دوسروں پر پابندی لگانے کی بھیک مانگتے ہیں۔ وہ تو صاف لفظوں میں پکارتے ہیں۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ
وادعوا شہداءکم

تیسری بات جو اس ضمن میں ہم آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کو سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے قادیانی مسئلہ پر بڑا ناز ہے۔ اور آپ اس کو ساری دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ اپنے ہی کسی خطبہ میں اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر جس سے دلوں کا باریک سے باریک بھید بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا حلف اٹھا کر یہ اعلان کر سکتے ہیں۔ کہ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے احمدیہ لٹریچر کے جو حوالے قادیانی مسئلہ میں نقل فرمائے ہیں۔ انہیں انہوں نے خود اصل کتابوں سے نکالا ہے۔ یا کم از کم نقل کرنے سے پیشتر ان کا سیاق و سباق دیکھ لیا ہے۔ اور ان پر پورا پورا غور فرما لیا ہے۔

چوتھی بات یہ عرض ہے کہ اگر آپ واقعی حق پسند ہیں تو کیا بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ نے قادیانی مسئلہ کا جواب پڑھا ہے کیا آپ تیار ہیں کہ نصف نصف خرچ پر دنیا کی مختلف زبانوں میں دونوں کو اکٹھا شائع کیا جائے؟

پانچویں اور آخری مگر اہم ترین بات جو آپ کی خدمت میں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ پاکستان مسلمانوں کا ایک نیا ملک ہے۔ اس کے بھولے بھالے عوام کے دلوں میں باغیانہ ذہنیت کے جراثیم پرورش

(باقی دیکھیں صفحہ)

احکام رمضان المبارک (۲)

(از حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ)

روزوں کے متعلق یہ مسائل ہیں۔ کہ روزہ رکھنا فرض ہے۔ اس کو بہانے سے ٹالنا گناہ ہے۔ اور کھانے پینے سے بھی دوسروں کے سامنے پرہیز کی جاوے۔ تاکہ رمضان کا ادب قائم رہے۔ ہاں جس نے دوسروں کو یہ دکھلانا ہو۔ کہ بیمار یا مسافر ہونے کی وجہ سے میں روزہ نہیں رکھ سکا۔ اس کے لئے جائز ہے۔ کہ وہ دوسروں کے سامنے کھانا کھائے۔ یا پانی پیئے۔

روزہ کے باطنی فوائد

یہ تو روزہ رکھنے کے ظاہری فوائد ہیں۔ لیکن اب میں اس کے باطنی فوائد بتاتا ہوں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ انسان روزے رکھے۔ اور یونہی اپنے آپ کو بھوک اور پیاس میں مبتلا کرے۔ سو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اسکی وجہ بتا دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ کہ روزے کی غرض یہ ہے۔ کہ تم پرہیز گار ہو۔ پرہیز گار اسکو کہتے ہیں۔ جو لغو اور حرام سے بچے۔ روزہ کیا ہے۔ روزہ میں انسان سے یہ مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ وہ کام جو وہ نہیں کر سکتا۔ ایسے بھی کر سکے۔ مثلاً کھانا اور پینا انسان کے لئے کتنا ضروری ہے۔ لیکن روزہ کے ذریعہ سے مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ وہ بھوکا رہ سکے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ تم اسے چھوڑ دو۔ تاکہ تم سمجھو۔ کہ جب آپ یہ ضروری چیز چھوڑ سکتے ہیں۔ تو غیر ضروری باتیں بھی اگر چاہیں۔ تو چھوڑ سکتے ہیں۔ اور جب ایک شخص حلال چیزوں کو چھوڑ سکے گا۔ تو حرام چیزوں کو کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ اور جب وہ جائز شہوات کو روک سکے گا۔ تو حرام کو کیوں نہیں روک سکے گا۔ روزہ کا یہی فائدہ ہے۔ کہ انسانوں پر ظاہر کیا جائے۔ کہ جب تم حلال کو چھوڑ سکتے ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ حرام کو نہ چھوڑو۔

پھر حدیث میں آتا ہے۔ للصائم فرحتان روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ رکھنے والے کے لئے وہ ہوتی ہے۔ جبکہ وہ روزہ کھولتا ہے۔ اور دوسری خوشی وہ ہوگی۔ جب وہ خدا کو ملے گا۔

روزہ میں صبر کی مشق

اس کے ساتھ یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ روزہ میں صبر کی بھی مشق کرائی جاتی ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان بھوک اور پیاس پر صبر کر سکتا ہے۔ تو وہ اور کاموں پر بھی صبر کرے گا۔ اور صبر کرنے والوں کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین۔ کہ میں خود صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں۔ اور روزہ اس لئے بھی فرض کیا گیا ہے۔ تا انسان صبر کر سکے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی راہ میں مشکلات بھی آتی ہیں۔ اور اگر ان مشکلات پر صبر کرنے کی عادت اور مشق نہ ہو تو انسان گھبرا جائے۔

روزہ فضول عادتوں کو چھڑاتا ہے

پھر روزہ انسان کو محتاط بھی بنا دیتا ہے۔ اور بہت سی ایسی فضول عادتوں کو جنہیں انسان بظاہر سمجھتا ہے۔ کہ وہ چھوٹ نہیں سکتیں۔ چھڑا دیتا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کو نسوار۔ پان۔ افیم یا حقہ کی عادت ہوتی ہے۔ لیکن روزہ ان تمام چیزوں کو چھوڑنے کی مشق کرا دیتا ہے۔ کیونکہ جب صبح سے شام تک انسان یہ چیزیں چھوڑ دیگا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ان کو بالکل ترک نہ کر سکے۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو روزہ رکھتا ہے۔ لیکن لغو کلام۔ غیبت وغیرہ بدعات سے پرہیز نہیں کرتا۔ اس کے روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ ان بدعادات کو نہیں چھوڑتا۔ تو اس کا روزہ رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بیل کے منہ پر چھالی چڑھا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ کچھ کھا پی نہ سکے۔ اسی طرح وہ انسان اس بیل کی طرح ہوگا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا۔ کہ سب کچھ تو اس کو مشق کے لئے کرایا جاتا ہے۔ اگر روزہ رکھ کر بھی وہ ان عادات اور حرام چیزوں کو نہ چھوڑے۔ تو اس کے روزہ رکھنے کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں۔

نماز تہجد کی مشق

پھر روزہ رکھنے کا ایک یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ انسان جب سحری کے وقت اٹھتا ہے۔ تو اس کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کی بھی مشق ہو جاتی ہے۔ اور تہجد ایک ایسی نماز ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کا قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ تو روزہ تہجد کی بھی مشق کرا دیتا ہے۔

نفلی روزے

ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی کو توفیق ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ نفلی روزے بھی رکھے۔ اور یہ ہر ماہ میں تین دن۔ اور حج کے دن۔ محرم کی دسویں تاریخ اور شوال کے شروع میں عید کے بعد چھ دن رکھنے چاہئیں۔

خدا تعالیٰ نفلی روزوں سے ہی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ فرض تو ایک قرض ہے۔ جس کا ادا کرنا ہمارے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ صرف نفلی روزے ایسے ہیں۔ جو ہم خود اپنی خوشی سے رکھتے ہیں۔ چونکہ ان کا رکھنا فرض نہیں قرار دیا گیا۔ اسی لئے ان کا اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

افطاری میں جلدی

اس کے ساتھ ہی یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ افطاری میں جلدی کرنی چاہیئے۔ سورج کے غروب ہوتے ہی فوراً روزہ افطار کر دینا چاہیئے۔ اور سحری صبح ہونے کے بالکل قریب کھانا چاہیئے۔ مثلاً یہ نہیں کہ دو بجے ہی اٹھ کر سحری کھالی۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ وہ لوگ اچھے رہیں گے۔ جو فوراً سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ افطار کریں۔ اور صبح ہونے کے قریب رکھیں۔

یہ قرآن کریم کے احکام کا خلاصہ ہے۔ جو روزوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے بیان کر دینے کے بعد اب میں بتاتا ہوں۔ کہ یہاں پر بہت سی عورتیں اور مرد آتے ہیں۔ تا وہ یہاں رہ کر دین سیکھیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام دنیا کے لوگوں کو بتایا ہے۔ کہ تم یہاں پر آؤ۔ یہاں آنے سے تم کو نور ملے گا۔ اور تمہاری تسلی کا ذریعہ یہاں موجود ہے۔ اب اگر یہاں کوئی نور حاصل کرنے اور اپنی تسلی کی خاطر آئے۔ اور اس کو نور اور تسلی حاصل نہ ہو۔ تو نعوذ باللہ ہم مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو جھٹلانے کا موجب ہوں گے۔ پس مرکز کے لوگوں کے لئے یہ لازم ہے۔ کہ وہ یہاں آنے والوں کے لئے نیک نمونہ پیش کریں۔ نہ کہ برا نمونہ پیش کر کے ان کی ٹھوکر کا موجب ہوں۔

مجبوری کی حالت

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں یہاں کی کئی ایک عورتوں کے لئے اکٹھی ایک دفعہ ایسی مجبوری پیش آ جاتی ہے۔ کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتیں۔ انہیں دیکھ کر باہر کی عورتیں کہہ دیتی ہیں۔ کہ لو یہاں تو عورتیں روزہ ہی نہیں رکھتیں۔ اس لئے ایسے موقع پر یا تو صاف بتا دینا چاہیئے۔ کہ یہ مجبوری اور یہ وجہ ہے۔ جس کے باعث روزہ نہیں رکھا گیا۔ یا دن کے وقت کھانا پینا ان پر ظاہر ہی نہ ہونے دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کو شبہ ہی نہ ہو۔ اور جہاں پر شبہ ہو جائے۔ وہاں ضروری ہے کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ اپنی ایک بیوی کو پہنچانے جا رہے تھے۔ کہ کچھ آدمی راستہ میں ملے۔ وہ دوڑ کر ایک طرف جانے لگے۔ لیکن آپ نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ دیکھو یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ آپ نے ایسا اس واسطے کیا۔ تا ان میں سے کسی کو شبہ نہ ہو۔ تو یہ ضروری ہے۔ کہ جہاں شبہ کا امکان ہو۔ وہاں پر دوسرے کی پورے طور پر تسلی کی جائے۔

پس مجبور عورتوں کا معاملہ خدا تعالےٰ سے ہے۔ لیکن اگر وہ مجبور نہیں تو ان کا روزہ چھوڑنا اتنا گناہ ہے۔ کہ اگر ساری عمر بھی وہ روزے رکھتی جائیں۔ تو اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ)

میری علالت اور صحت

(از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی سکندر آباد (دکن)

میں کچھ عرصہ سے اپنی جسمانی صحت کو متزلزل محسوس کرتا تھا۔ اور پھر یکایک زیادہ بیمار ہو گیا۔ اور سمجھتا تھا۔ کہ وقت آ پہنچا۔ میں نے حسب عادت اپنے عزیزوں تک کو بھی اطلاع دینی غیر ضروری سمجھی۔ اس لئے کہ بیماری آتی ہے کبھی جاتی ہے۔ اور کبھی لے جاتی ہے۔ مگر میری پوتی جمیلہ بنت محمود مرحوم نے اخبار میں دعا کے لئے تحریک شائع کر دی۔ جس کے نتیجہ میں پرانے احباب نے عیادت کے خطوط لکھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کا تشویش افزا تار آیا۔ اور ایسے خطوط کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لئے میں احباب کی اطلاع کے لئے لکھتا ہوں۔ کہ بحمد اللہ میں اب تندرست ہوں۔ اور بجز پیرانہ سالی کے طبعی اثر کے کوئی شکایت خاص نہیں۔ میں ان سب بھائیوں کی اس محبت و اخلاص کا سپاس گذار ہوں۔ اور ان کے لئے فلاح دارین کی دعا کرتا ہوں۔ میری علالت میں عزیز مکرم ڈاکٹر یونس اور حضرت سیٹھ صاحب کے خاندان اور مکرم مولوی محمد اسماعیل فاضل اور مولوی محمد عبد اللہ بی۔ ایس سی قائد خدام نے حسن محبت و اخلاص کا عملاً اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کی جزا ہو۔ اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی کا ثمر ہے۔ کہ اس نے اپنے خدام کے دلوں میں روحِ اخوت کو نشو و نما دیا۔

نوٹ:۔ حیات احمدؑ کی اگلی جلد کا کام شروع ہے۔ ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۰ء تک۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(خاکسار عرفانی الاسدی مؤسس الحکم)

پتہ مطلوب ہے

شیخ عابد علی صاحب کے ایڈریس سے اگر کسی دوست کو علم ہو۔ یا وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو دفتر ہذا کو اطلاع بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ دفتر کو ان کی اہلیہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی وصیت کے سلسلہ میں ان کے ایڈریس کی ضرورت ہے۔ (ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

۵ مارچ کو جو حادثات ہوئے وہ پولیس اور احمدیوں پر حملوں اور حکومت اور احمدیوں کے مال و اسباب اور جائداد کے جلانے پر مشتمل تھے

جو حکام شہری نظم و ضبط برقرار رکھنے کے ذمہ دار تھے اُن کا شہری داخلہ عملاً بند ہو چکا تھا

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا تیسرا باب

کرفیو کا نفاذ

اس موقعہ پر جو افسر موجود تھے انہوں نے کرفیو لگانے کا فیصلہ کیا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ضروری احکام جاری کر دیئے۔ پولیس شہر میں گشت لگاتی رہی۔ بھاٹی دروازے کے قریب اس کا آمنا سامنا ایسے ہجوم سے ہوا۔ جو کرفیو کے احکام کی خلاف ورزی کر رہا تھا۔ یہ ہجوم چند ایک گولیاں چلنے پر منتشر ہو گیا۔ نولکھا بازار میں بھی ایک ہجوم پر گولی چلائی گئی۔ جو کرفیو کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آیا تھا۔ احرار رضاکاروں پر مشتمل ایک ہجوم سرکلر روڈ پر احرار کے دفتر کے قریب جمع ہو گیا۔ یہ ہجوم کوتوالی کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ اس وقت اسے ضروری تنبیہ کی گئی۔ اور پھر گولی چلائی گئی۔ جس سے ایک رضاکار ہلاک اور دوسرا زخمی ہو گیا۔ ایک اور ہجوم کو سپرنٹنڈنٹ پولیس چوہدری محمد حسین نے میکلوڈ روڈ پر [illegible] سے گولی چلا کر منتشر کیا۔ جس سے کچھ لوگ زخمی یا ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ نسبت روڈ پر آغا سلطان احمد انسپکٹر پولیس نے چار گولیاں اور گوالمنڈی میں سب انسپکٹر پولیس نے دو گولیاں چلائیں۔ خود انسپکٹر جنرل پولیس نے ایسے ہجوم پر گولی چلائی۔ جو کوتوالی کی طرف چلا آتا تھا۔ اس سے بھی کچھ لوگ زخمی یا ہلاک ہوئے۔ اسی طرح موچی دروازہ کی پولیس چوکی کے اے۔ ایس۔ آئی نے چوکی پر خشت باری کرنے والے بلوائیوں پر گولی چلائی۔ سارے شہر میں عملاً ہنگامہ برپا تھا۔ اور رات بھر دور دور تک بڑی عجیب اور بھیانک آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

آدھی رات سے کچھ دیر بعد وزیر اعلیٰ کی قیام گاہ پر ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں ہوم سیکرٹری، انسپکٹر جنرل پولیس، ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس، جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بعض دوسرے فوجی افسر شریک ہوئے۔ یہ میٹنگ رات کے تین بجے تک جاری رہی۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے جنرل آفیسر کمانڈنگ کو ان واقعات کی اطلاع دی۔ جو اس روز رونما ہو چکے تھے۔ یا آئندہ متوقع تھے۔ یہ اطلاع اس فیصلے کی غرض سے تھی۔ کہ فوج سے مؤثر طریق پر کس طرح کام لیا جا سکتا ہے۔

۵ مارچ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سید فردوس شاہ کی ہلاکت کے بعد جو واقعات رونما ہوئے۔ اور ۴ تاریخ کو رات کو جو بھیانک آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ وہ اگلے دن کے واقعات کی بہت ترجمان ثابت ہوئیں۔ اگرچہ ہر کوئی یہی قیاس آرائی کر رہا تھا کہ کل کیا رونما ہوگا۔ لیکن واقعات کچھ اس انداز سے رونما ہوئے۔ کہ ان تک کسی اندازے کی رسائی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ حقیقت کہ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت اجتماعات پر پابندی فصیل کے اندرونی علاقوں میں نہیں لگائی جا سکی۔ اور مسجد وزیر خان میں جہاں ڈی۔ ایس۔ پی کو قتل کیا گیا۔ کوئی ذمہ دار افسر نہیں جا سکتا تھا۔ اس امر کا خاموش اعتراف ہے کہ جو حکام شہر میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے ذمہ دار تھے ان کا شہر میں داخلہ عملاً بند ہو چکا تھا۔

اپیل جاری کرنے سے انکار

۵ مارچ کو ۱۰ بجے صبح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سرکردہ شہریوں کا اجلاس طلب کیا۔ تاکہ انہیں لوگوں کے نام پر امن رہنے کی اپیل جاری کرنے اور عوام پر ذاتی اثر و رسوخ استعمال کرنے پر آمادہ کیا جا سکے۔ لیکن کسی شخص نے بھی ایسی کاروائی کا ذریعہ بننا قبول نہ کیا۔ چند عورتوں نے البتہ مسجد وزیر خان میں جانے کی پیشکش کی۔ دن جیسے جیسے گزرتا گیا۔ حادثوں پر حادثے رونما ہوتے گئے۔ یہ حادثات پولیس اور احمدیوں پر حملوں اور حکومت اور احمدیوں کے مال و اسباب اور جائداد کی آتشزنی پر مشتمل تھے۔ دفعہ ۱۴۴ کے تحت پبلک مقامات میں پانچ یا زیادہ افراد کے اجتماع کی ممانعت کے حکم کی خلاف ورزی شہر بھر میں ہوئی۔ اور ہجوم کے افراد ہر جگہ جمع ہو کر گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دھمکیاں دیتے مغلظات سناتے اور بعض اوقات انہیں کھینچ کر گاڑی سے باہر نکال لیتے رہے۔ باغبانپورہ کے ایک احمدی مدرس کو چھرے سے ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد مزید قتل اور عام لوٹ مار اور آتشزنی شروع ہو گئی۔ بعض سرکاری اومنی بسیں بھی جلا دی گئیں۔ دو ڈاکخانوں کو پہلے لوٹا اور پھر جلایا گیا۔ پولیس کی ایک گاڑی کو جلایا۔ اور مزید چھ گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ متعدد پرائیویٹ اداروں کو بھی لوٹا گیا۔ پولیس کا ایک دستہ چند لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لئے میو ہسپتال لے جا رہا تھا۔ اس کا ایک ہجوم سے آمنا سامنا ہوا جس نے لاشیں عوام کو دکھانے کے لئے پولیس سے چھیننے کی کوشش کی۔ اس لڑائی میں دو سپاہیوں کے زخم آئے۔ پولیس پر متعدد مقامات پر خشت باری ہوئی۔ اور دو جگہ تو گولی بھی چلائی گئی۔ جس سے ایک ہیڈ کانسٹیبل کا سر زخمی ہو گیا۔ لوہاری دروازے کے باہر فوج کے ایک گشتی دستہ پر خشت باری کی گئی جس کے جواب میں اسے گولی چلانی پڑی۔ پولیس کو اس روز کئی جگہ فائرنگ کرنی پڑی۔ متعدد دفاتر جن میں سیکرٹریٹ بھی شامل ہے کلرکوں نے کام بند کر دیا۔ اور باہر نکل آئے۔ اسلامیہ کالج کے طلبہ جماعتیں چھوڑ کر دیال سنگھ کالج کی سمت مارچ کرتے ہوئے چلے جہاں پہنچ کر انہوں نے اس کالج کے طلباء کو بھی باہر نکل کر اپنے ساتھ شامل ہونے پر آمادہ کر دیا۔ انہوں نے خشت باری کی۔ کھڑکیاں اور شیشے توڑ ڈالے۔ اور پرنسپل کی موٹر کار کو نقصان پہنچایا۔ طلبہ دیال سنگھ کالج سے یونیورسٹی ہال اور وہاں سے گورنمنٹ کالج گئے انہیں طاقت سے منتشر کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ کیونکہ پولیس طلبہ سے متصادم ہونے سے گریزاں نظر آتی تھی۔

پولیس سے اپیل

اس روز دیواروں پر سائیکلوسٹائل کئے ہوئے ایسے پوسٹر چسپاں نظر آئے۔ جن میں پولیس کو اس بنا پر ہتھیار ڈال دینے کو کہا گیا تھا۔ کہ حکومت کے خلاف یہ کشمکش جہاد کے حکم میں ہے جس میں کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر گولی نہیں چلا سکتا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے پھر کرفیو لگا دیا۔ جس کی رو سے لوگوں کو ۵ و ۶ مارچ کو تیسرے پہر ساڑھے تین بجے سے اگلی صبح کے چھ بجے تک اور ۷ سے ۱۱ مارچ تک چھ بجے شام سے چھ بجے صبح تک کسی سڑک بازار، گلی، کوچہ، چوک یا کسی پبلک مقام پر نکلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ یہ حکم سول لائن کے ایک چھوٹے سے رقبے کے سوا پورے شہر میں نافذ کیا گیا۔ اس کے علاوہ مذکورہ علاقے میں دو مہینے تک کے لئے رات دن میں کسی وقت بھی پبلک مقامات پر پانچ یا زیادہ افراد کا اجتماع یا اسلحہ لے کر چلنا ممنوع قرار دیا گیا۔

صبح گورنر نے کابینہ کا ایک اجلاس طلب کیا جس میں چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، دسویں ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بعض اسٹاف افسروں، انسپکٹر جنرل پولیس، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس اجلاس میں جو ذمہ دار افسر موجود تھے گورنر نے انہیں پوری سختی سے ... استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ان کے بمبئی کا تجربہ بتاتا تھا۔ کہ گڑبڑ کے ابتدائی ایام میں کافی بلوائی مارے جائیں۔ تو شورش کا شروع ہی میں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس اجلاس میں طویل بحث و تمحیص کے بعد ذیل کے فیصلے ہوئے۔

فیصلے

(۱) لاہور کی صورت حال کے خراب تر ہو جانے اور شہر میں عام شورش برپا ہونے کے باعث سب سے پہلے پولیس کو شدید کاروائی عمل میں لانی چاہیئے۔ اور فسادات کو فرو کرنے کے لئے جتنی طاقت درکار ہو استعمال کرنی چاہیئے۔ پولیس کے گشتی دستوں کی امداد فوجی دستے کریں گے جو خود اپنے کمانڈروں کے ماتحت ہوں گے۔

(۲) اگر پولیس کسی خاص علاقے کی صورت حال سے نپٹ نہ سکے تو پولیس کا جو سینئر افسر وہاں موجود ہو۔ اسے صورت حال اپنے ہمراہ کے فوجی افسر کو سونپ دینی چاہیئے۔

(۳) اگر یہ دونوں اقدامات امن و قانون اور ضبط و نظم بحال کرنے کے لئے ناکافی ہوں۔ اور پولیس عام صورت حال کو فوج کی اس ضمنی امداد سے قابو میں نہ رکھ سکے۔ تو فوج کو پورے شہر کا چارج لینے کو کہا جائیگا۔

(۴) پولیس کے حوصلہ اور ہمت کو بلند رکھنے کے لئے ہر ضروری قدم اٹھایا جائے۔ پولیس کو بتایا جائے۔ کہ بہادری، امتیازی خدمات اور پوری فرض شناسی پر مناسب انعامات دیئے جائیں گے۔ اسے یہ بھی بتایا جائے۔ کہ ڈیوٹی پر کسی کی موت واقع ہو جائے۔ تو اس کے وارث کو کافی معاوضہ دیا جائے گا۔ جہاں تک مرحوم سید فردوس شاہ کا تعلق ہے۔ حکومت ان کے وارثوں کو کالونی آبادی والے کسی ضلع میں دو مربع اراضی انعام دے گی۔

(۵) طلبہ کو بلوائیوں سے حتی الامکان الگ رکھنے کی کوشش کی جائے۔

(۶) ہز ایکسی لینسی گورنر آج شام خدمت عوام کا جذبہ رکھنے والے ایسے شہریوں سے خطاب کریں گے۔ جو تمام سیاسی جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوں۔

اس تحریک کی راہنمائی زیادہ تر غنڈے اور غیر ذمہ دار افراد کر رہے ہیں پڑھے لکھے لوگ اس کا ساتھ نہیں دے رہے

چیف سیکرٹری سے کہا گیا۔ کہ وہ ایسے بیان کا مسودہ مرتب کریں جو تیسرے پہر کے اجتماع میں بلائے جانے والے سرکردہ شہریوں کے دستخط سے جاری کیا جائے۔ لیکن چونکہ انہیں سیکرٹریٹ میں بلا لیا گیا جہاں کارکنوں نے ہڑتال کر دی تھی۔ اس لئے اس بیان کا مسودہ ہوم سیکرٹری نے مرتب کیا۔ مگر گورنر کے نزدیک یہ مسودہ مطالبات کی اس قدر مذمت پر مشتمل تھا۔ کہ عوامی نمائندوں کی جانب سے اس کو قبول کرنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا سیکرٹریٹ سے واپسی پر چیف سیکرٹری نے بھی مسودہ مرتب کرنے کی کوشش کی مگر یہ خیال پھر ترک کر دیا گیا۔

شام کے اجلاس میں انسپکٹر جنرل پولیس نے گورنر اور وزیر اعلیٰ کے سامنے صورت حال کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔ ان کے بعد دو اور اصحاب یعنی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی اور مسٹر احمد سعید کرمانی ایم۔ ایل۔ اے نے تقریر کی۔ مولانا نے صورت حال کو حکومت اور عوام میں خانہ جنگی قرار دیا۔ اور کہا جب تک گورنر صاحب عوام کے مطالبات پر غور کرنے پر آمادگی ظاہر نہیں کرتے۔ اس وقت تک وہ کسی اپیل پر اپنے دستخط ثبت نہیں کریں گے مسٹر کرمانی نے کہا۔ کہ اس تحریک کی رہنمائی زیادہ تر غنڈے اور غیر ذمہ دار افراد کر رہے ہیں۔ اور پڑھے لکھے لوگ اس کا ساتھ نہیں دے رہے مسٹر کرمانی کی تقریر ختم ہونے کے بعد چیف سیکرٹری ہوم سیکرٹری اور انسپکٹر جنرل پولیس سے باہر جانے کو کہا گیا۔ تاہم اجلاس جاری رہا۔ اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی ایک اپیل کا مسودہ مرتب کرنے میں مصروف رہے۔ لیکن یہ مسودہ گورنر اور وزیر اعلیٰ کی منظوری حاصل نہ کر سکا۔

شام کو گورنمنٹ ہاؤس میں ایک اور اجلاس ہوا۔ جس میں وزراء، جنرل آفیسر کمانڈنگ، بریگیڈیئر حق نواز، بریگیڈیئر، لیفٹ۔ آر۔ کلو چیف سیکرٹری انسپکٹر جنرل پولیس، ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور ملک حبیب اللہ سپرنٹنڈنٹ پولیس (سی۔ آئی۔ ڈی) شریک تھے۔ اس اجلاس میں صورت حال پر غور کیا گیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا۔ کہ چونکہ لاقانونیت کا آخری واقعہ جس میں پولیس کے ایک دستہ پر حملہ کیا گیا۔ اور پولیس کی ایک گاڑی کو جلا دیا گیا تھا۔ دن کے ڈھائی بجے رونما ہوا تھا۔ اس لئے فائرنگ سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔ گورنر نے یہ خواہش ظاہر کی کہ کرفیو کے احکام کی معمولی خلاف ورزی پر گرفت نہ کی جائے۔ گورنر نے خود یا کسی افسر نے یہ بھی تجویز پیش کی۔ کہ فائرنگ میں ڈھیل دی جائے فائرنگ کم کرنے کے اس فیصلے سے پولیس کے ایسے افسر جو صورت حال پر قابو پانے میں لگے ہوئے تھے۔ بڑی الجھن میں پڑ گئے۔ صبح کے احکام کی رو سے پولیس کو سخت کارروائی کرنی تھی۔ اور مسٹر ایس۔ این۔ عالم اور ملک حبیب اللہ کی سرکردگی میں پولیس کے گشتی دستوں کو بھی ہدایات دے کر بھیجا گیا تھا لیکن شام کے احکام جب کوتوالی کمرہ میں بھیجے گئے۔ اور وہاں سے عملی اقدام کرنے والے افسروں تک پہنچائے گئے۔ تو وہ بالکل سراسیمہ ہو گئے۔ اور ان کے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ پولیس کا عملہ پہلے سے ہی بکھرا ہوا تھا۔ وہ بڑی الجھن میں رہا۔ رات کو صرف ایک موقعہ پر فائرنگ ہوئی۔ یہ فائرنگ ریلوے ملازموں کے اس ہجوم پر کی گئی جو ہڑتال کر کے ایک سگنل اور گاڑی کو نقصان پہنچانے میں مصروف تھا۔

متنازعہ فیہ واقعات

۵ مارچ کے دو واقعات ایسے ہیں جو اس عدالت میں متنازعہ فیہ بنے ہیں۔ اور طرفین نے انکے متعلق اپنے اپنے نقطۂ نگاہ کی حمایت میں دلائل دیئے ہیں۔ پہلا واقعہ دوپہر کے قریب گوالمنڈی میں گولی چلنے کا ہے اس میں متعدد اشخاص ہلاک ہوئے۔ جن میں عبد العزیز مودی، نظام دین اور محمد حبیب بھی شامل تھے۔ احرار اور مجلس عمل کا کہنا ہے۔ کہ یہ لوگ ملک خان بہادر خان سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب کنسٹبلری اور اے۔ ایس۔ آئی عبد الکریم کی گولیوں سے ہلاک ہوئے ہیں۔ اے۔ ایس۔ آئی عبد الکریم ان دنوں تھانہ گوالمنڈی میں متعین تھے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ عبد العزیز اور مودی رائفل کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ اور نظام دین اور محمد حبیب دونوں ایک گولی سے ہلاک ہوئے۔ جو ملک خان بہادر خان نے چلائی۔ اس الزام کے ثبوت میں جن گواہوں کو طلب کیا گیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ بدایت اللہ نمبر ۴۵ حسین بخش نمبر ۴۶ سلام احمد نمبر ۴۸ چراغ دین نمبر ۴۹ عبد الرؤف نمبر ۵۰ مسٹر عبد المجید نمبر ۵۱ حکیم محمد جمیل نمبر ۵۳ مہر دین نمبر ۵۴ سراج دین نمبر ۵۵ محمد حنیف نمبر ۵۶ غلام حسین نمبر ۵۷ تاج دین نمبر ۵۸ علاؤ الدین نمبر ۵۹ سردار محمد نمبر ۶۰ مقبول احمد نمبر ۶۱۔ اس واقعہ کی تفتیش مسٹر عطا محمد خان نون۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ مسٹر عبد الحی مجسٹریٹ اور ایک فوجی افسر نے علیحدہ علیحدہ کی ہے۔ لیکن اس تفتیش کے دوران میں ان دو افسروں کے خلاف بلا اشتعال قتل کرنے کا کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا۔ جو شہادتوں کے دوران ان پر عائد کیا گیا۔ فائرنگ کا سراغ ایک پہلے واقعہ میں مل سکتا ہے۔ جس کی اولین اطلاع کی رپورٹ تھانہ گوالمنڈی میں نمبر ۸۰ کے تحت درج ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق یہ اطلاع موصول ہوئی۔ کہ سینکڑوں آدمی گوالمنڈی کے علاقے میں اس گھر کو آگ لگا رہے ہیں۔ جو اے۔ ایس۔ آئی عبد الکریم کے قبضہ میں ہے۔ اے۔ ایس۔ آئی عبد الکریم کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ اس روز انہوں نے میو ہسپتال کے قریب کچھ فائرنگ کی۔ یہ اطلاع موصول ہونے پر اے۔ آئی۔ ایس فیض احمد۔ اے۔ ایس۔ آئی سلطان احمد اور ہیڈ کانسٹیبل عبد القادر پولیس کا ایک دستہ لے کر تیزی سے موقعہ پر پہنچے۔ انہوں نے ہجوم کو منتشر کرنے کی سعی کی۔ لیکن ان پر ایک گھر کی چھت سے گولی چلائی گئی۔ جو ہیڈ کانسٹیبل عبد القادر کو لگی۔ ایک سپاہی کو لاٹھی سے مارا گیا۔

متنازعہ فیہ واقعہ غالباً اس کے تھوڑی دیر بعد رونما ہوا۔ عین ممکن ہے کہ پولیس نے ان زخمیوں کا بدلہ لینے کے لیے منتقمانہ طور پر گولی چلائی ہو۔ جو اس ہیڈ کانسٹیبل اور سپاہی کو لگے تھے اے۔ ایس۔ آئی عبد الکریم نے اس بات سے بالکل انکار کیا ہے۔ کہ وہ بھی اس واقعہ میں شریک تھے ان کا کہنا ہے کہ اس روز انہوں نے ریوالور سے صرف تین گولیاں چلائیں۔ انہوں نے پہلی گولی گنبد الخضر کے قریب۔ دوسری چوک امیر علی کے نزدیک اور تیسری اپنے گھر کے قریب جو ادھر میں چلائی تھی۔ مگر ان میں سے کسی ایک سے بھی کوئی ہلاک نہیں ہوا۔ تاہم وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس روز ملک خان بہادر خان سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب کنسٹبلری کے حکم سے گوالمنڈی میں کچھ فائرنگ ضرور ہوئی۔ لیکن اس کا متنازعہ فیہ واقعہ سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ ہم اس واقعہ کے بارے میں کوئی فیصلہ دینے سے احتراز کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے سپرد جو کام ہوا ہے اس کے مطابق ہمیں صرف کارروائی کے کافی یا ناکافی ہونے کے متعلق رپورٹ کرنے کو

حکومت نے گھٹنے ٹیکنے والی ایسی پالیسی اختیار کئے رکھی جس سے پولیس کی حوصلہ شکنی ہوتی رہی (سنیر سپرنٹنڈنٹ پولیس)

کہ ایک ... لوگوں سے زیادہ فائرنگ کے بارے میں فیصلہ دیا جائے موضوع میں اس وقت تک ... نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ فائرنگ گڑبڑ کا سبب یا اس میں اضافہ کا باعث نہ بنی ہو۔

دوسرا متنازعہ فیہ واقعہ جو ۵ تاریخ کو رونپذیر ہوا۔ کابینہ کا ایک اجلاس ہے۔ جو مبینہ طور پر گورنمنٹ ہاؤس میں ساڑھے چھ بجے شام منعقد ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس اجلاس کی صدارت گورنر نے کی۔ اور اس میں میجر جنرل محمد اعظم خاں جی۔او۔سی بریگیڈ میجر حق نواز بریگیڈیر کلو چیف سکرٹری ہوم سکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ملک حبیب اللہ اے۔ ڈی۔آئی۔جی (سی۔آئی۔ڈی) شریک ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس اجلاس میں جو فیصلے ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ فائرنگ میں نرمی کی جائے۔ گورنر اور جی۔او۔سی دونوں نے ایسے اجلاس کے انعقاد سے انکار کیا ہے۔ لیکن وزیر اعلیٰ ہوم سکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ملک حبیب اللہ وثوق سے کہہ رہے ہیں۔ کہ ایسا اجلاس ہوا تھا۔ اس اجلاس کی کارروائی کے نوٹ ملک حبیب اللہ نے کاغذ کے ایک ٹکڑے (دستاویز ڈی۔ای (۲۲) پر لکھ کر اجلاس کے تھوڑی ہی دیر بعد ہوم سکرٹری کو دے دیئے۔ جنہوں نے اسے عدالت میں اپنے تحریری بیان کے ساتھ پیش کیا۔ یہ دستاویز بذات خود اپنے اصلی ہونے پر شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ اس کے مندرجات بڑی جلدی میں لکھے گئے ہیں۔ اور اس کے بعض جملے بھی نامکمل ہیں۔ اس میں اجلاس کا وقت ساڑھے چھ بجے شام بتایا گیا ہے۔ اور ان لوگوں کے نام مذکور ہیں۔ جو اس میں شریک تھے۔ دستاویز میں اجلاس کے فیصلے بھی مندرج ہیں۔ جن کی تعداد پانچ ہے۔ ان فیصلوں میں سے ایک یہ ہے کہ "ہز ایکسی لنسی" نے کہا۔ کرفیو کی معمولی اور برائے نام خلاف ورزی کی صورت میں کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ اس دستاویز میں Relaxation یا Let. up یعنی ڈھیل دینے یا نرمی کرنے کے الفاظ کہیں نظر نہیں آتے۔ عین ممکن ہے۔ کہ مسٹر چندریگر اور میجر جنرل محمد اعظم کو اس وقت واضح طور پر یہ یاد نہ ہو۔ کہ اس شور و غوغا میں کیا واقعات رونپذیر ہوئے۔ اسی طرح اتنا ہی امکان اس کا بھی ہے۔ کہ افسروں نے جس چیز کو رسمی اجلاس کا نام دیا ہے۔ اس کی حیثیت محض بحث و مشورہ کی ہو۔ اور اسی دوران میں حاضرین نے بعض خیالات کا اظہار کیا ہو۔ جن سے سمجھنے اتفاق کیا ہو۔ ممکن ہے۔ ملک حبیب اللہ نے اسی چیز کو رسمی اجلاس میں ہونے والے فیصلے سمجھ لیا ہو۔ بہرحال یہ بات زیادہ اہم نہیں ہے۔ کیونکہ مسٹر چندریگر کو خود تسلیم ہے۔ کہ کرفیو کی برائے نام خلاف ورزی پر کارروائی نہ کرنے کی تجویز اس روز کی گفت و شنید میں پیش کی گئی تھی۔ اہم چیز یہ ہے۔ کہ صبح کے فیصلوں میں بعض ترمیمیں پیش کی گئیں۔ جو منظور ہو گئیں۔ اور پولیس نے اگرچہ ہمیں یہ معلوم نہیں۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔ اس تبدیلی سے پہلے یہ ہدایت ہر ادلی۔ کہ صبح کے فیصلوں کے مطابق گڑبڑ کو دبانے کے لئے وہ جس قدر طاقت استعمال کر رہی تھی۔ اب نہیں کرے گی۔ یہ حقیقت کہ اس اجلاس کے بعد پولیس نے ایک موریہ پل کے سوا اور کہیں گولی نہیں چلائی۔ واضح اور قطعی طور پر ظاہر کرتی ہے۔ کہ پولیس کو فائرنگ میں کمی کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔

۶ مارچ۔ اس تاریخ کو جمعہ کا دن تھا۔ اور فجر سے مسجد وزیر خاں میں مختلف سمتوں سے جلوس آنے لگے تھے۔ سرکاری دفاتر میں کام معطل ہو گیا۔ دکو اور گیرج ورکشاپیں بند ہو گئیں۔ اور تمام مزدور تحریک سے ہمدردی کے اظہار کی غرض سے نکل آئے۔ مشتعل ہجوموں نے کوتوالی کو گھیرے میں لے کر عمارت پر خشت باری شروع کر دی۔ اور مطالبہ کیا۔ کہ پولیس کے جن اعلیٰ افسروں نے گولی چلائی تھی۔ انہیں لوگوں کے حوالے کر دیا جائے۔ چونکہ آخری احکام یہ تھے۔ کہ فائرنگ سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔ اس لئے ہجوم کو پرے رکھنے کی غرض سے اشک آور گیس کے گولے کوتوالی کی چھت سے چھوڑے گئے۔ لیکن جیسے ہی یہ گیس اڑ گئی۔ ہجوم نے گھیرا پھر تنگ کر لیا۔ انسپکٹر جنرل پولیس کوتوالی کی طرف آ رہے تھے۔ ایک ہجوم نے جو تمام کاروں، تانگوں اور سائیکل سواروں کو روک رہا تھا۔ ریلوے سٹیشن کے قریب ان کی کار بھی روک لی۔ تھانہ نولکھا کے قریب انہوں نے ایک ٹینک دیکھا۔ جس کے گرد کوئی گھیرا تو نہیں ڈالے ہوئے تھا۔ لیکن بعض فوجی اور عوام اس کے قریب گھوم رہے تھے۔ سرکلر روڈ پر اسی پل کے قریب جو ریلوے لائن کے نیچے ہے۔ انہیں ایک اور ہجوم نے روکا۔ جس کی قیادت کوئی باریش آدمی کر رہا تھا۔ مگر وہ یہاں سے بھی نکل آئے۔ انہوں نے ایک اور ہجوم دیکھا۔ جو لاٹھیاں ہاتھ میں لئے ایک ریڑھے کا تعاقب کر رہا تھا۔ آخر اس ہجوم نے ریڑھے کو جا لیا۔ اور گھوڑے کو ریڑھے سے کھول لیا۔ کوتوالی کے قریب پہنچ کر انسپکٹر جنرل پولیس نے ہجوم کو "شاہی پولیس زندہ باد" "پاکستانی فوج زندہ باد" "پولیس کنسٹیبلری اور بارڈر پولیس مردہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے سنا۔ کوتوالی میں ان کی ملاقات سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس مرزا نعیم الدین سے ہوئی۔ اور دونوں نے صورت حال پر تبادلہ خیالات کیا۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور مرزا نعیم الدین کے مابین اس بارے میں شدید اختلاف ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اس گفتگو کے دوران میں کیا کہا۔ اس باب میں مسٹر انور علی کی شہادت درج ذیل ہے:۔

"انہوں نے (یعنی مرزا نعیم الدین نے) کہا۔ کہ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حکومت غلطی پر ہے۔ اور نہ صرف اسے مطالبات سے کوئی ہمدردی نہیں۔ بلکہ وہ واضح طور پر معاندانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس صورت حال میں طاقت کا استعمال جذبات کو آزمائش میں ڈال کر اور زیادہ بھڑکا رہا ہے۔ اور مایوسی و ناکامی کے احساس کو بڑھا رہا ہے۔ انہوں نے کہا حکومت نے ابھی تک مطالبات کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت نہیں کی۔ اور یہ بھی ظاہر نہیں کیا۔ کہ وہ ان پر غور ہی کرنے کو آمادہ ہے۔ مرزا نعیم الدین کے نزدیک یہ امر صورت حال کو دشوار تر بنا رہا تھا۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ انہیں وزیر اعلیٰ سے مل کر یہ کہنے دیا جائے۔ کہ دباؤ ڈالنے کی کوشش سے صورت حال قابو میں نہیں آئے گی۔ وہ چاہتے تھے۔ حکومت پنجاب عوام کو یقین دلائے۔ کہ مطالبات کے متعلق اس کا رویہ اس قدر غیر ہمدردانہ یا سرد مہرانہ نہیں۔ جس قدر کہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ اور اس بارے میں کوئی فیصلہ کرانے کے لئے وہ حتی المقدور پوری کوشش کر رہی ہے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ایسی اپیل حکومت کے خلاف اس تلخی اور معاندت میں کمی کر دے گی۔ جو واضح طور پر بڑھتی جا رہی ہے۔ (گورنمنٹ ہاؤس پہنچ کر) میں نے ایس۔ایس۔پی کو وزیر اعلیٰ کے پاس پیش کیا۔ اور انہوں نے وہاں بھی وہی کچھ دوہرایا۔ جو مجھ سے کہہ چکے تھے۔"

اس کے برعکس مرزا نعیم الدین نے اس گفتگو کی حسب ذیل تفصیل بیان کی۔

"میں صبح سات بجے کوتوالی پہنچا۔ کوئی آدھ گھنٹے کے بعد انسپکٹر جنرل پولیس بھی آ گئے۔ میں نے ان سے صورت حال پر گفت و شنید کی۔ اور انہیں بتایا۔ کہ حالات مایوس کن حد تک خراب ہو چکے ہیں۔ اور حکومت کی کمزور پالیسی پولیس کا حوصلہ پست کر رہی ہے۔ حالانکہ وہ سرکاری مشینری کا واحد پرزہ ہے۔ جو اس کا ساتھ دے رہا ہے۔ اس لئے میں نے ان پر زور دیا۔ کہ یہ بات ہز ایکسی لنسی گورنر اور آنریبل وزیر اعلیٰ کو سمجھائیں۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اگر حکومت اپنی پالیسی پر نظر ثانی نہیں کرتی۔ تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ انسپکٹر جنرل نے مجھ سے اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ اور ہم دونوں گورنمنٹ ہاؤس گئے۔" دونوں بیانوں کے موازنہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسٹر انور علی کے نزدیک مرزا نعیم الدین طاقت کے استعمال کے خلاف تھے۔ اور چاہتے تھے کہ حکومت مطالبات کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت کر کے اعلان کرے۔ کہ وہ لوگوں کے جذبات کے متعلق غیر ہمدردانہ اور سرد مہرانہ رویہ اختیار نہیں کر رہی۔ بلکہ اس مسئلہ کا تصفیہ کرنے کے لئے اس سے جو کچھ بن پڑتا ہے۔ کر رہی ہے۔ مرزا نعیم الدین کے اپنے بیان کے مطابق "حکومت نے گھٹنے ٹیکنے والی ایسی پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ جس سے پولیس کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے۔ اگر یہ پالیسی بدلی نہ گئی۔ تو وہ مستعفی ہونے کو ...۔ (باقی صفحہ ...)

اعلانات نکاح

(۱) نذیر احمد باجوہ ولد خان محمد صاحب باجوہ کا نکاح نذیران بنت چودھری محمد علی صاحب ججہ سے مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر پر قرار پایا۔

(۲) نذیر احمد ولد چودھری محمد علی صاحب ججہ کا نکاح سارہ بیگم بنت چودھری خان محمد صاحب کے ساتھ مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر پر قرار پایا۔ دونوں نکاح بتاریخ ۲۸/۲/۵۴ ظفر آباد اسٹیٹ میں حکیم حفیظ الرحمٰن صاحب نے پڑھے۔

المعلن :۔ پیر محمد ولد کریم بخش باجوہ ظفر آباد اسٹیٹ۔

ہوم سیکرٹری نے واضح کر دیا تھا کہ صورت حال پر قابو پانے کیلئے مجلس احرار اور جماعت اسلامی کو غیر قانونی جماعتیں قرار دے دینا ضروری ہے

ترجیح دیں گے۔ مرزا نعیم الدین نے اس بات کا کوئی تذکرہ نہیں کیا کہ آیا ان کو وزیر اعلیٰ کے پاس سے جایا گیا یا نہیں۔ اور وہاں انہوں نے کیا کچھ کہا؟ مسٹر انور علی کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ مرزا نعیم الدین نے وزیر اعلیٰ سے کچھ کہا۔ کیونکہ مرزا نعیم الدین نے اگرچہ خود اس بات سے انکار کیا ہے۔ تاہم مسٹر انور علی کی شہادت کی تصدیق مسٹر چندریگر اور مسٹر دولتانہ کی شہادتوں سے ہوتی ہے۔

آمادۂ شرارت گروہ

اب پھر ہم حالات کے تذکرہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ انسپکٹر جنرل اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کوتوالی سے وزیر اعلیٰ کی قیام گاہ پر گئے جہاں انہیں پتہ چلا کہ مسٹر دولتانہ گورنمنٹ ہاؤس جا چکے ہیں۔ راستے میں انہوں نے دیکھا ساری دکانیں بند ہیں اور شرارت پر آمادہ افراد کے چھوٹے چھوٹے گروہ ہر جگہ چل پھر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی قیام گاہ سے وہ دونوں گورنمنٹ ہاؤس گئے۔ جہاں انہوں نے دیکھا کہ وزیر اعلیٰ اور باقی تمام وزیر موجود ہیں اس جگہ لاہور کارپوریشن کے بعض کونسلر چند خواتین اور بعض دوسرے افراد جن میں بیگم تصدق حسین۔ بیگم جی اے خاں میئر اور نواب مظفر علی خاں قزلباش شامل ہیں موجود تھے عطاء اللہ جہانیاں بھی وہاں بعض طالبعلم کارکنوں کے ساتھ موجود تھے۔

چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری صبح سیکرٹریٹ گئے تھے۔ جہاں انہوں نے دیکھا کہ سکرٹریٹ کے اہل کار احاطے میں جمع ہیں۔ اور مطالبات کی منظوری کی حمایت کر رہے ہیں۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس مسٹر عالم بھی وہاں آ گئے۔ تینوں نے کلرکوں سے بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کسی نے بھی ان کی بات نہ سنی۔ جب بھی ان کو قائل کرنے کی سعی کی جاتی جواب یہی ملتا کہ فائرنگ بند کرنے اور مطالبات ماننے کے متعلق ان کے نقطہ نگاہ سے گورنر اور وزیر اعلیٰ کو مطلع کیا جائے۔ کلرک سیکرٹریوں کی کار کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ انہوں نے کار کو اس وقت تک گھیرے سے نکلنے نہ دیا جب تک ایک طرف چیف سیکرٹری نے یقین نہ دلایا کہ وہ ان کا کیس حکومت کے پاس پیش کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ دوسری طرف ہوم سیکرٹری نے انہیں دھمکی نہ دی کہ اگر انہیں باہر نہ جانے دیا گیا تو فوج اور پولیس آ کر کارروائی کرے گی۔ سیکرٹری جب گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو انہوں نے یہاں بھی بڑی گڑبڑ دیکھی۔ اس وقت وہاں کا جو نقشہ تھا ہوم سیکرٹری نے اس کی تصویر لفظوں میں خوب کھینچی ہے۔ ان کا بیان حسب ذیل ہے۔

"وہاں بہت سے لوگ جن میں لاہور کے کونسلر بھی شامل ہیں موجود تھے۔ اور گورنر کی قیام گاہ میں جو آداب ملحوظ رہتے ہیں۔ وہ مفقود تھے۔ ہز ایکسی لینسی گورنر، وزیر اعلیٰ اور ارکان کابینہ ہز ایکسی لنسی کے دفتر میں جمع تھے۔ میں اندر گیا اور مختصراً انہیں بتایا کہ سیکرٹریٹ میں کیا ہوا ہے۔ شہر میں جو واقعات رونما ہو رہے تھے ان کے متعلق اطلاعات رفتہ رفتہ آنے لگیں۔ گورنر کی قیام گاہ کی بجلی کاٹ دی گئی۔ اور ٹیلی فون پر کسی نے مسٹر ایس ایس جعفری۔ سی۔ ایس۔ پی کا یہ پیغام سنا کہ انارکلی کی بعض دکانیں شعلہ بداماں ہیں۔ یہ اطلاع بھی موصول ہوئی کہ تار گھر اور ٹیلی فون ایکسچینج میں ہڑتال ہو گئی ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس سیدھے کوتوالی سے آئے تھے۔ بتایا کہ کوتوالی قریب قریب محاصرے کی حالت میں ہے اور صورت حال خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے مجھے بتایا کہ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کا خیال ہے کہ شہر کو محض طاقت کے ذریعے سے قابو میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اسلئے عوام کو کسی حد تک راضی بھی کرنا چاہیئے۔ اور حکومت کو بیان کرنا چاہیئے انسپکٹر جنرل پولیس نے کہا۔ انہوں نے اپنا نظریہ گورنر اور وزیر اعلیٰ کے بھی گوش گزار کیا ہے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس لاہور رینج بھی گورنر کی قیام گاہ پر تھوڑی دیر میں پہنچ گئے۔"

صورت حال شہر میں بڑی سرعت سے نقطۂ عروج پر پہنچ رہی تھی۔ ریلوے ملازم انجن شیڈ میں جا کر وہاں قابض ہو گئے تھے۔ اور کسی انجن کو شیڈ سے باہر نہیں جانے دیتے تھے۔ دہلی دروازہ اور ... کے درمیان ریلوے لائن کاٹ ڈالی گئی۔ اور شاہدرہ سے آنے والی ایک گاڑی کو راستے ہی میں روک لیا گیا۔ وائی ایم سی اے کی عمارت کے قریب ٹریفک کے آٹومیٹک سگنل کو اس ہجوم نے جلا ڈالا جو کمرشل بلڈنگ کو لوٹنے کے لئے بڑھ رہا تھا۔ بعض اور سرکاری بسیں بھی جلا دی گئیں۔ چیف انجینئر الکٹرسٹی کو اس محکمہ کے ملازموں نے باقاعدہ نوٹس دے دیا کہ اگر گورنمنٹ ہاؤس، ونڈمار اور جی او آر اسٹیٹ میں رہنے والے افسروں نے رضاکارانہ طور پر اپنے بجلی کے کنکشن نہ کاٹے تو سارے شہر میں بلیک آؤٹ کر دیا جائے گا۔ چیف انجینئر کی جانب سے گورنمنٹ ہاؤس میں یہ اطلاع ایک ایسا شخص لے کر آیا۔ جس کا مطالبہ تھا۔ کہ اس نوٹس کا فی الفور جواب دیا جائے۔ عین اسی وقت گورنمنٹ ہاؤس کی بجلی کاٹ ڈالی گئی۔ اور خفیہ ٹیلیفون ناکارہ ہو گیا۔

ہوم سیکرٹری گورنر کے سیکرٹری کے کمرے میں گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ گورنر، وزیر اعلیٰ اور بعض وزیر کراچی ٹیلیفون کر رہے ہیں۔ اس کمرے میں جو لوگ موجود تھے۔ ہوم سیکرٹری نے ان سے بات کی اور مشورہ دیا کہ صورت حال پر قابو پانے کے لئے حسب ذیل کارروائی ناگزیر ہے:۔

(۱) مجلس احرار پاکستان اور جماعت اسلامی کو غیر قانونی جماعتیں قرار دیا جائے (۲) جو علماء اور علمی عقل کی بات ماننے اور امن و قانون اور ضبط و نظم کی بحالی کے لئے حکومت کی اعانت کے لئے تیار ہوں انہیں آگے لا کر اس لاقانونیت کی کھلم کھلا مذمت کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ جو ختم نبوت کے نام پر پھیل رہی ہے (۳) مرکزی کابینہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے ایک وزیر کو فوراً لاہور بھیجے (۴) شہر کو کلیتۂ فوج کے حوالے کر دیا جائے۔

دولتانہ کا بیان

ہوم سیکرٹری نے مشورہ دیا کہ مرکز سے فوراً بات کی جائے کیونکہ خدشہ ہے کہ ٹیلیفون کسی وقت بھی خراب ہو جائے گا۔ وہ فوجی ٹرنک لائن کے ذریعے سے کراچی ٹیلیفون کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن یہ بات چیت جلد ہی بیچ میں ٹوٹ گئی۔ اس دوران میں انسپکٹر جنرل پولیس بھی کمرے میں آ گئے تھے۔ ٹیلیفون کی بات چیت کے یوں کٹ جانے کے بعد وہ اور ہوم سیکرٹری دونوں باہر چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وزیر اعلیٰ نے ہوم سیکرٹری کو اندر بلا بھیجا اور ان سے کہا کہ انگریزی میں جو تشخیص کی گئی ہے۔ اس کے مطابق اردو میں ایک بیان کا مسودہ مرتب کریں۔ ہوم سیکرٹری نے جواب دیا کہ انہیں اردو میں بیانات کا مسودہ مرتب کرنے کی مہارت نہیں ہے۔ اسلئے یہ کام سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر ذوالقرنین خاں کے سپرد کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر ہوم سیکرٹری نے گورنر اور خود وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں مسٹر ذوالقرنین تک پہنچا دیں۔ وزیر اعلیٰ چاہتے تھے کہ مسودہ مرتب کر کے فوراً پیش کیا جائے۔ کیونکہ وہ ٹیلیفون پر کراچی سے بات کرنے والے ہیں۔ مسٹر ذوالقرنین خاں نے بیان کا جو ابتدائی مسودہ تیار کیا۔ وہ حسب ذیل تھا۔

"وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی اور اپنی وزارت کی جانب سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ ان کی حکومت تحفظ ختم نبوت کے لیڈروں سے فوری گفت و شنید کے لئے تیار ہے۔ اور وہ عوام سے درخواست کرتے ہیں کہ ملک میں امن و امان قائم کرنے میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ وہ عوام کو اطمینان دلاتے ہیں کہ پولیس اور فوج کوئی متشددانہ کارروائی بالخصوص فائرنگ نہیں کریں گی۔ تاوقتیکہ ان کو کسی کے جان و مال کی حفاظت کے لئے ایسا کرنا نہ پڑے۔ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے گفت و شنید کر رہی ہے۔ اور میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ بحیثیت صدر صوبہ مسلم لیگ پاکستان کے صدر کے مدینہ پنجاب کے عوام کی طرف سے یہ مطالبات فوری توجہ کے لئے پیش کر رہے ہیں۔"

وزیر اعلیٰ نے یہ مسودہ دیکھ کر کہا یہ بیان بالکل بے اثر ثابت ہو گا۔ انہوں نے "پنجاب کے عوام کی طرف سے" کے بعد "اپنی تائید کے ساتھ" اور آخر میں "کیونکہ یہ قوم کے متفقہ مطالبات ہیں" کے الفاظ بڑھانے کا حکم دیا۔

جس وقت اس بیان کو سائیکلوسٹائل کیا جا رہا تھا، وزیر اعلیٰ نے ذیل کے الفاظ کا اضافہ کرنے کی ہدایت بھی کی۔

"صوبائی حکومت کا ایک وزیر طیارے کے ذریعے ان مطالبات اور ہماری تائید کے ساتھ آج ہی کراچی بھیجا جا رہا ہے۔ اور ہماری پر زور سفارش ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو وزارت سے مستعفی ہونے پر مجبور کیا جائے۔"

(باقی آئندہ)

بقیہ لیڈر صفحہ (۳)

کر کے کمیونزم کے لئے زمین ہموار کرنے کی کوشش نہ فرمائیے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان النفس لامارۃ بالسوء جب تحقیقاتی عدالت کے سامنے پولیس کی رپورٹوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی جماعت کے تربیت یافتہ ارکان میں سے بھی بعض نے عملاً فسادات میں حصہ لیا۔ جن کی تعداد ۹۹ سے زیادہ نہیں۔ تو آپ دوسرے لاکھوں غیر تربیت یافتہ بھولے بھالے مسلمان عوام کے لئے فساد انگیز سرگرمیوں سے بچنے کی کیا ضمانت دے سکتے ہیں اسلئے ہم التماس کرتے ہیں کہ خدا کے ذریعے در ملک میں آئین پسندی کی فضا پیدا کرنے میں اپنی سعی و کوشش صرف کیجئے۔ اس وقت ملک و قوم کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ اپنی قوتوں کو ایسی سرگرمیوں میں ضائع نہ کیجئے جن کا نتیجہ سوائے تخریب کے کچھ نہیں نکل سکتا وما علینا الا البلاغ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵